ابو سعید حنیف احمد محمود۔ برطانیہ

تقریر بابت سیرت رسولؐ

وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِىْ (حضرت محمدؐ)

اگر حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل:16)

یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف بھی ایک رسول بھیجا تھا۔

تِری ایک ایک اَدا صَلِّ علیٰ، صَلِّ علیٰ
تیری ہر آن پہ سو جان سے جاؤں واری
حُسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ ید بیضا داری
وانچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

معزز سامعین! مجھے آج اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور فضیلت آپ حاضرین کے سامنے پیش کرنی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے کہ

لَوْ كَانَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى حَيَّيْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِىْ

(تفسیر القرآن العظیم۔الجزء الاول صفحہ 378)

یعنی اگر موسیٰؑ و عیسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا اُن کے لیے کوئی چارہ نہ ہوتا۔

حدیث کے اس چھوٹے سے جملے میں تین مضامین بیان ہوئے ہیں۔

1: وفات مسیح۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے استفہامیہ رنگ میں بیان فرمایا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے جو کہ نہیں ہیں تو وہ ضرور میری تابعداری کرتے۔

2: ختم نبوت۔ یہ دونوں نبی جن میں ایک سے سلسلہ موسوی کا آغاز ہوا اور دوسرے سے سلسلہ موسوی کا اختتام ہوا اگر زندہ ہوتے یا دوبارہ ان کو زندگی عطا ہوتی تو وہ میری آمد کے بعد نبی بن کر آتے مگر میری اتباع میں نبی ہوتے۔ الگ سے شریعت لے کر نہ آتے۔ میری شریعت قرآن کریم پر ہی چلتے۔

3: تیسرا مضمون فضیلت، درجے اور مقام کا ہے جو حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا اور آج تقریر میں اسی مضمون کو خاکسار اجاگر کرنے کی کوشش کرے گا۔ گو تیسرے مضمون کے ساتھ ساتھ پہلے دو مضامین بھی بیان ہوں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اس حدیث میں درج فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور اس کے رسول یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرے وہ ایسے گروہ میں شامل ہو جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص انعامات نازل کیے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء کے گروہ میں اور یہ بہترین رفیق ہیں گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کے متعلق فرمایا کہ وہ نبیوں میں شامل ہوں گے، وہ صدیقوں میں شامل ہوں گے، وہ شہیدوں میں شامل ہوں گے، وہ صلحاء میں شامل ہوں گے لیکن جہاں باقی

نبیوں کا ذکر فرمایا وہاں نبیوں کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ ڰ وَالشُّهَدَاۗءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الحدید:20) یہاں رسول نہیں کہا بلکہ رُسُل کا لفظ استعمال کیا ہے جس میں انبیاء وسابقین کی طرف اشارہ ہے اور فرماتا ہے کہ دوسرے رسولوں کے کامل متّبع صرف صدیق و شہید بن سکتے تھے نبی نہیں بن سکتے تھے۔ گویا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ نمایاں سلوک ہے کہ آپؐ کے کامل متّبع نعمتِ نبوت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ جب کہ پہلے نبیوں کی اتباع میں صرف صدیقیت اور شہادت کا درجہ مل سکتا تھا۔

اس بات کا ثبوت اس حدیث سے بھی ملتا ہے جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَوْ کَانَ مُوْسیٰ وَ عِیْسیٰ حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ یعنی اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو میری اطاعت اور فرمانبرداری کے سوا ان کے لیے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو دوسرے نبیوں پر یہ مقام فضیلت عطا فرمایا ہے کہ آپؐ کے کامل شاگرد نبوت کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں مگر ایسی نبوت جو ظلّی اور بروزی ہو یعنی نبی ہونے کے باوجود وہ آپؐ کے کامل غلام اور شاگرد ہوں گے۔

بعض لوگ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں کیونکہ نبی کے نام میں ہم اوروں کو بھی آپؐ کا شریک ٹھہراتے ہیں مگر یہ اعتراض قلّتِ تدبُّر کا نتیجہ ہے۔ دنیا میں ہزاروں جگہ یہ نظارہ نظر آتا ہے کہ استاد بھی ایم اے ہوتا ہے اور اس کا شاگرد بھی ایم اے ہوتا ہے مگر کیا وہ دونوں ایک ہوتے ہیں؟ کیا لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کالج کا پرنسپل بھی ایم اے ہوتا ہے دوسرے پروفیسر بھی ایم اے ہوتے ہیں اور آگے ان کے شاگرد بھی ایم اے پاس کر لیتے ہیں۔ اس میں ان کی کیا ہتک ہو جاتی ہے؟ جس پروفیسر کے زیادہ شاگرد پاس ہو کر ایم اے بن جائیں اُس کی زیادہ عزت کی جاتی ہے حالانکہ وہ سب کے سب بظاہر اس کے نام میں شریک ہو جاتے ہیں۔ پس نام کی شرکت کوئی معنے نہیں رکھتی اصل چیز درجہ کی شرکت ہے اور ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ کوئی شخص اپنے درجہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بڑھ سکتا۔ وہ بہرحال آپؐ کا غلام ہی رہے گا۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شاگرد نے اگر آپؐ کی غلامی میں نبوت کو پا لیا تو وہ آپؐ کی عزت کو بڑھانے کا موجب ہے گھٹانے کا موجب نہیں۔ جیسے ایک پرنسپل کے شاگردوں کا ایم اے ہو جانا کوئی ہتک نہیں ہوتی بلکہ اس کی عزت اسی میں ہوتی ہے کہ وہ جن کو پڑھائیں وہ بھی ایم اے ہوں۔ غرض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد تو نبی بن سکتے ہیں مگر باقی نبیوں کے شاگرد صرف صدیق اور شہید کے درجہ تک پہنچ سکتے تھے اور یہ آپؐ کو انبیاء سابقین پر ایک بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 279-280)

سامعین! پھر اِسی حدیث میں بیان فضیلت کا ذکر یوں فرمایا:

"ابتدا میں چند آدمی آپؐ پر ایمان لائے تھے اُس وقت خدا تعالیٰ نے آپؐ سے کہا کہ مَیں تیری جماعت میں اتنی برکت دوں گا کہ انسانوں کے لحاظ سے دنیا کی کوئی طاقت اور کوئی جماعت تیرا مقابلہ نہیں کر سکے گی۔ زمانہ ترقی کرتا گیا اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپؐ کی محبت اور عشق پیدا کیا۔ ایک طرف آپؐ کا دائرہ وسیع ہو گیا اور دوسری طرف تمام ممالک میں آپؐ کی تعلیم نے وہ اثر کیا کہ آپؐ کی وفات کے وقت دنیا نے دیکھا کہ نہ صرف یہ کہ ابوجہل اور عاص بن وائل کے ساتھیوں کے مقابلہ میں ہی آپؐ کو اچھے اتباع ملے بلکہ آپؐ کی وفات کے وقت دنیا نے یہ مان لیا کہ جو اتباع آپؐ کو ملے ہیں اُن کے مقابلہ میں موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں لَوْ کَانَ مُوْسیٰ وَ عِیْسیٰ حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ (الیواقیت والجواھر صفحہ 24) اگر حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام بھی زندہ ہوتے تو ان کو میرے صحابہ میں شامل ہوئے بغیر کوئی چارہ نہ ہوتا۔ گویا حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام بھی آپؐ کے زمانہ میں زندہ موجود ہوتے تو وہ بھی آپؐ کے فرمانبردار اور مطیع ہوتے۔ دیکھو! کتنا بڑا کوثر ہے جو آپؐ کو عطا کیا گیا۔ اگر آپؐ کی ابتدائی حالت کو دیکھا جائے، اللہ تعالیٰ کے آپؐ کے ساتھ جو ابتدائی سلوک تھا اسے دیکھا جائے، آپؐ کے اخلاق کے مظاہروں کو دیکھا جائے اور پھر آپؐ کے آخری انجام کو دیکھا جائے تو دل ایمان سے لبریز ہو جاتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 231)

پھر فرمایا:

"چوتھی حدیث جس سے اس پر روشنی پڑتی ہے یہ ہے ابن ماجہ اور ابن مندہ میں روایت درج ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپؐ نے فرمایا لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقاً نَّبِیاً (ابن ماجہ جلد 1 کتاب الجنائز) اگر ابراہیم زندہ رہتا تو وہ ضرور نبی ہوتا۔ یہاں علماء کو بہت مشکل پیش آئی ہے کیونکہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا تھا تو پھر آپؐ نے یہ کیوں

فرمایا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور نبی ہوتا۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اولاد کو اس لیے وفات دے دی کہ وہ نبی نہ ہو جائیں اور آیت خاتم النبیین پوری ہو۔ مگر یہ درست نہیں اگر نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے تو دنیا کا ہر شخص نبی ہونا چاہیے کیونکہ تمام حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اگر حضرت آدمؑ کو نبی نہ کہا جائے تب بھی دنیا میں نصف یا چوتھائی تو ضرور نبی ہونے چاہئیں کیونکہ اکثر بنی آدم حضرت نوحؑ کی اولاد ہیں۔ بلکہ بنی اسرائیل کی روایت کے مطابق تو ساری دنیا ہی حضرت نوحؑ کی اولاد سے ہے۔ اسی طرح اگر یہ اصل درست ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی ساری اولاد کو نبی ہونا چاہیے تھا لیکن ہمیں تو ان میں وہ لوگ بھی نظر آتے ہیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ دیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے جھوٹ بولا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ پھر حضرت یوسف علیہ السلام کے بیٹے نبی کیوں نہ بنے بلکہ آپ کی وفات کے بعد تو یہ بات عام طور پر مشہور ہو گئی تھی کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر آپ کی اولاد نے نبی بننا ہوتا تو یہ کیوں کہا جاتا۔ پس یہ کہنا کہ نبی کا بیٹا نبی ہوتا ہے واقعات کے خلاف ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 382)

سامعین! حضور رضی اللہ عنہ اس حدیث کا نچوڑ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو ایک روحانی بیٹا عطا کرنے والے ہیں جس کے پیدا ہونے پر آپؐ کی امت دوسرے انبیاء کی امتوں پر فضیلت پا جائے گی کیونکہ وہ بیٹا آپؐ کی امت سے ہوگا اور پہلے لوگوں سے افضل۔ پس اُس کی فضیلت سے آپؐ کی اُمّت کو فضیلت ملے گی۔ یہی وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ۔ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام زندہ ہوتے تو وہ بھی میری اطاعت کرتے۔

اعتراض کرنے والے کہہ سکتے تھے کہ ان الفاظ میں یوں ہی ایک دعویٰ کر دیا گیا ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اور حضرت عیسیٰؑ بھی۔ اب یہ کیوں کر پتہ لگے کہ اگر وہ دونوں زندہ ہوتے تو آپؐ کی اطاعت کرتے۔ زندہ شخص کے ساتھ تو مقابلہ بھی ہو سکتا ہے لیکن مرنے والے کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے اور کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ نے جو بات کہی ہے وہ درست ہے؟ یہ سوال اس حدیث کے متعلق طبعی طور پر پیدا ہوتا ہے اور اس کا حل اس طرح ہو سکتا ہے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں کوئی ایسا شخص ہو جو اپنے آپ کو آپؐ کا غلام کہے اور پھر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے افضلیت کا دعویٰ کرے۔ پھر بے شک یہ ثابت ہو جائے گا کہ چونکہ آپؐ کی اُمّت میں سے ایک ایسا آدمی پیدا ہو گیا ہے جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے افضل ہے اور پھر وہ آپؐ کا غلام ہے۔ اس لیے اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام واقعہ میں زندہ ہوتے تو وہ بھی آپؐ کے غلام ہی ہوتے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے کہ لَوْ کَانَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَھُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیْ ہمارے عقیدہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام سے افضل ہوں اور پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل غلام ہوں۔ مسلمان کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھ کر حضرت مسیح کی توہین کی ہے کہ

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

حالانکہ یہ توہین نہیں بلکہ اس حدیث کی تشریح ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام دونوں زندہ ہوتے تو ان کو میری اطاعت کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں لیکن مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت ہے۔ اس دعویٰ سے نتیجہ نکلا کہ جب وہ شخص جو حضرت مسیح ناصری سے افضل ہے وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہے تو اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو وہ کیوں نہ آپؐ کے غلام ہوتے۔ اسی طرح اگر ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہو کر پھر یہ کہتا ہے کہ مَیں آپؐ کا غلام ہوں تو یہ لازمی بات ہے کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام خود ہوتے تو وہ بھی آپؐ کے غلام ہوتے۔ پس

مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ایک دعویٰ قرآنی آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے عین مطابق ہے اور آپؑ ہی وہ وجود ہیں جن کی اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ صفحہ 361-362)

سامعین! یہ حدیث کتب احادیث میں مختلف انداز اور مختلف الفاظ کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ الیواقیت الجواہر میں مَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیۡ کے الفاظ ہیں (الجز الثانی صفحہ 342) جبکہ تفسیر ابن کثیر زیر تفسیر آیت 81-82 میں لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اِتِّبَاعِیۡ کے الفاظ ہیں۔ مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔ بعض روایات میں صرف حضرت موسیٰؑ کا ذکر ہے اور بعض میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام درج ہے۔ اس مضمون کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کے حوالے سے بھی بیان فرمایا ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ میرے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ حضرت ابو بکرؓ کے متعلق فرمایا وہ امت میں سے بہترین فرد ہیں سوائے اس کے کہ کوئی نبی آجائے۔ الغرض اِس حدیث کا یہ ٹکڑا جوامع الکلِم میں شامل ہے جس میں تین باتیں یکجائی طور پر بیان کر دیں۔ نمبر ایک تمام انبیاء پر اپنی فضیلت بیان کی۔ دوم۔ وفات مسیح ثابت کی اور سوم اجرائے نبوت جاری ہونے کی پیش خبری دی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اب اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دیکھنے کے لئے مسیح موعود کے پاس ہی آنا ہو گا۔ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی ارشاد ہے کہ چودہ سو سال کے بعد جب مسیح و مہدی آئے گا وہ میرے نور سے ہی منور ہو گا، میری روشنی ہی پھیلائے گا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں یہ بات بھی شامل ہے کہ آپ کی اس بات کی بھی پیروی کی جائے کہ چودھویں صدی میں جس مسیح و مہدی کا ظہور ہونا ہے اس کو بھی مانا جائے۔ یہ نہیں ہے کہ جیسے مسلمانوں کا آج کل یہی شیوہ ہے کہ جو مرضی کی باتیں ہوں وہ مان لیں اور کچھ نہ مانیں۔ تو فرمایا کہ یہ تو گھٹیا اور گندی زندگی کو پسند کرنے والی باتیں ہیں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/دسمبر 2004ء)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡